**Majallah Tahqiq**
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 36, Sr.No.100, 2015, pp 45 - 52

مجلہ تحقیق
مجلہ کلیہ علوم شرقیہ
جلد ۳۶، جولائی۔اکتوبر ۲۰۱۵ء، شمارہ ۱۰۰

# پروین شاکر کے فارسی استعارے اور فروغ فرخزاد

ہما گل☆ نواب دین☆☆

**Abstract:**

Parveen Shakir is one of the most significant female voices of Urdu poetry in 20th century. She produced some extraordinary literary works. Her lyrical poems are a good example of feminism in Urdu literature. She not only expressed her sentiments but also wrote on social, moral and psychological issues. Her similes and metaphores are simply extraordinary, but the influence of Forough Farrokhzad, great Persian poetess of 20th century, is also cosiderable. This article deals with the similes & metaphores of both poetesses.

**Key words:** Parveen Shakir, Forough Farrokhzad, Similes, Metaphores, Analysis.

پروین شاکر (۱۹۵۲۔۱۹۹۴ء) معاصر اردو شاعری میں نمایاں مقام کی حامل ہیں۔ انھوں نے غزل اور جدید نظم کے میدان میں نت نئے تجربات کیے اور بہت جلد بین الاقوامی شہرت و مقبولیت کی بلندیوں کو چھولیا۔ پروین نے نسوانیت، رومانویت، عشق، محبت، سماجی مسائل، معاشرتی رویوں اور سب سے بڑھ کر خواتین کی نفسیاتی الجھنوں کو اپنی شاعری میں جگہ دی، اور یوں اپنی شاعری میں بعض ایسے اچھوتے موضوعات کو شامل کیا جنھیں قبل ازیں بالخصوص ادبی حلقوں میں تقریباً شجر ممنوعہ کا درجہ

☆ شعبۂ فارسی، گورنمنٹ کالج برائے خواتین باغبانپورہ لاہور

☆☆ پی۔ایچ۔ڈی سکالر، شعبہ فارسی، اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

حاصل تھا، اور یہ تصور کرنا بھی محال تھا کہ اردو زبان کی کوئی شاعرہ ایسے نازک اور حساس موضوعات پر قلم اٹھا سکتی ہے۔ پس یہ کہنا بجا ہوگا کہ پروین نے اپنی غیر معمولی خداداد صلاحیت اور جرأت و بے باکی کو بروئے کار لاتے ہوئے اردو شاعری کو ایک نیا روپ عطا کیا، اور اسے ایک ایسی ڈگر پر ڈال دیا جہاں سے آگے کا سفر نئی منزلوں کی خبر دیتا ہے۔

اردو زبان و ادب پر فارسی کے گہرے اثرات ایک پیش پا افتادہ موضوع ہے جس پر پہلے ہی نہ صرف متعدد تحقیقی مقالات لکھے جا چکے ہیں، بلکہ کئی ایک کتب بھی شائع ہو چکی ہیں۔ اردو کے بڑے شعرا مثلاً میر تقی میر (۱۷۲۳۔۱۸۱۰ء)، مرزا اسد اللہ خان غالب (۱۷۹۷۔۱۸۶۹ء)، علامہ محمد اقبال (۱۸۷۷۔۱۹۳۸ء) اور پھر بیسویں صدی میں فیض احمد فیض (۱۹۱۱۔۱۹۸۴ء)، ناصر کاظمی (۱۹۲۵۔۱۹۷۲ء) اور احمد فراز (۱۹۳۱۔۲۰۰۸ء) بھی عظیم فارسی شعرا کے زیر اثر دکھائی دیتے ہیں، غالب اور اقبال تو برملا اپنی اردو شاعری پر اپنے فارسی کلام کو ترجیح دیتے ہیں، بلکہ اہل ایران اور فارسی زبان کے نامور ادبی نقاد تو انھیں فارسی زبان ہی کا شاعر گردانتے ہیں۔ دراصل ادبی اردو اور اردو ادب میں فارسی محاورہ اس حد تک رچا بسا ہے کہ بعض اوقات دونوں زبانوں میں تفریق کرنا مشکل ہو جاتا ہے، بالخصوص اردو شاعری کے فنی محاسن اور صنائع بدائع تو فارسی ہی کے زیر اثر اور اسی کی دین ہیں۔

مذکورہ پس منظر کی روشنی میں پروین شاکر کی شاعری کا تنقیدی مطالعہ دلچسپی سے خالی نہیں، اور اگر بیسویں صدی ہی کی ایک غیر معمولی ایرانی شاعرہ فروغ فرخزاد (۱۹۳۵۔۱۹۶۷ء) کی دلکش شاعری کو بھی پیش نظر رکھ لیا جائے تو یہ تقابلی مطالعہ تحقیق کے کئی نئے در وا کر دیتا ہے۔

فن شاعری سے قطع نظر کاتب تقدیر نے فروغ فرخزاد اور پروین شاکر کی کتاب زیست کو رقم کرتے ہوئے کئی ایک اہم مواقع پر غیر معمولی یکسانیت اور مماثلت کا مظاہرہ کیا ہے۔ ذرا دیکھیے کہ فروغ ایران کے سب سے بڑے شہر اور دارالحکومت تہران، اور پروین پاکستان کے سب سے بڑے شہر اور اس وقت کے دارالحکومت کراچی میں پیدا ہوئیں، دونوں کا تعلق پڑھے لکھے، کھلے ذہن، روشن

خیال اور آزادی پسند خاندانوں سے تھا، دونوں نے اوائل زندگی ہی میں پسند کی شادی کی، دونوں کو قدرت نے ایک ایک فرزند سے نوازا، دونوں ہی کی ازدواجی زندگی ناکامی دوچار ہوئی اور پھر علیحدگی پر منتج ہوئی، اور افسوس کہ دونوں ہی بھری جوانی میں اپنے اپنے ملک کے دارالحکومت میں ٹریفک حادثات میں چل بسیں۔

پروین اور فروغ کی شاعری کا تقابلی مطالعہ بھی ایسے ہی حیران کن اتفاقات کو سامنے لاتا ہے۔ دونوں شاعرات کی ابتدائی شاعری میں ایک نوجوان جذباتی اور الھڑ لڑکی بے باکی سے اپنے محسوسات کو برملا بیان کرتی دکھائی دیتی ہے، جسے اپنے اپنے معاشرے میں شدید عوامی ردِ عمل کو سہنا پڑا، اوائل میں عوامی اور ادبی حلقوں نے دونوں ہی کو قبول کرنے سے انکار کیا، لیکن دونوں اپنے اپنے متعین راستوں پر گامزن رہیں، اور آج دونوں کا شمار اپنے اپنے وطن کی قدآور ادبی شخصیات میں ہوتا ہے، جن کے اثرات فارسی اور اردو شاعری پر تادیر محسوس کیے جاتے رہیں گے۔

فروغ کی شاعری پانچ شعری دفاتر پر مشتمل ہے:

۱۔ اسیر (۱۹۵۲ء)؛ ۲۔ دیوار (۱۹۵۶ء)؛ ۳۔ عصیان (۱۹۵۷ء)؛ ۴۔ تولدی دیگر (۱۹۶۲ء)؛ ۵۔ ایمان بیاوریم بہ آغاز فصل سرد (۱۹۶۷ء)

جن میں سے آخری مجموعۂ کلام اور پھر کلیات اس کی بے وقت موت کے بعد ہی سامنے آیا۔ (فروغ فرخزاد، اشعار کامل فروغ)

ایران میں ۱۹۷۹ء کے اسلامی انقلاب کے بعد تقریباً ایک عشرے تک فروغ کی شاعری پابندیوں کا شکار رہی، لیکن یہ پابندیاں اس کی شہرت و مقبولیت میں اضافے ہی کا باعث بنیں (عبدعلی، ص ۱۵) اور آج فروغ کا کلیات جدید ایران میں سب سے زیادہ شائع اور فروخت ہونے والی ادبی کتب میں شامل ہے۔

پروین شاکر کا کلیات ماہ تمام کے نام سے اس کی ناگہانی و حادثاتی وفات کے بعد شائع ہوا ہے، (پروین شاکر، ماہ تمام) اور اس میں درج ذیل شعری مجموعے شامل ہیں:

۱۔خوشبو؛ ۲۔صد برگ؛ ۳۔خود کلامی؛ ۴۔انکار

دونوں شاعرات نے اپنے فنی سفر کے ارتقائی مراحل بخوبی طے کیے، ابتدائی شاعری کے ہیجان انگیز دور کے بعد ان کے ہاں ٹھہراؤ، پختگی اور زبان و بیان پر گرفت نمایاں دکھائی دیتی ہے، فروغ تو یہاں تک کہ اٹھتی ہے کہ کاش میں نے اپنے کلام کے پہلے تین مجموعے شائع ہی نہ کیے ہوتے، اور یوں اس نے اپنے چوتھے شعری مجموعے کا عنوان 'تولدی دیگر' (ایک اور جنم) رکھا۔ غالباً اسی تناظر میں کہا جا سکتا ہے کہ پروین بھی 'خوشبو' اور 'صد برگ' سے ہوتی ہوئی 'خود کلامی' اور پھر 'انکار' کی منزل تک جا پہنچتی ہے۔

فروغ کی شاعری کا نمایاں ترین پہلو لسانی تجربات ہیں۔ اس نے شعری زبان کو نثری زبان کے قریب کرنے کی کامیاب اور شعوری کوشش کی۔ (شمیسا، نگاہی بہ فروغ، ص۵۵) ہم جانتے ہیں کہ شعری اوزان بھی زبان ہی کے تابع ہوتے ہیں، پس انھی لسانی تجربات ہی کے سبب اس کے ہاں وزن اور آہنگ بھی فطری تقاضوں سے قریب تر دکھائی دیتا ہے۔ (حقوقی، شعر زمان ما، ص۵۱) لیکن افسوس کہ اس کی ابتدائی شاعری میں بعض ایسے الفاظ کی بہتات دکھائی دیتی ہے جو ادبی نقاد کی رائے کو پراگندہ کرنے کی لیے کافی ہے(۱)، لیکن رفتہ رفتہ وہ جدید فارسی کے ادبی و تہرانی اسلوب اور لب و لہجے پر عبور حاصل کر لیتی ہے (م۔آزاد، پریشادخت شعر، ص۴۷) اور پھر ایسی یادگار نظمیں تخلیق کرتی ہے، جو جدید فارسی شاعری میں اس کے مقام و مرتبے کو متعین کرتی ہیں۔ (۲)

پروین کی شاعری کو بھی فروغ ہی کی طرح دو واضح حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے: ابتدائی دور کی جذباتی شاعری، اور پھر ایک پختہ کار اور قادر الکلام شاعرہ کے فن کا نمونہ۔

البتہ اردو کے تقریباً تمام بڑے شعرا کی طرح دونوں ادوار کی شاعری میں فارسی تراکیب، محاورے بکثرت دکھائی دیتے ہیں، جہاں بالخصوص فروغ کے اثرات بے حد نمایاں ہیں۔ چونکہ اس مقالے کا موضوع محض استعارات کے تقابلی مطالعے تک محدود ہے، فروغ ہی کی طرح پروین کے ہاں بھی استعارہ بالکنایہ جو تجسیم ہی ایک صورت ہے، بڑی خوبی سے بیان ہوا ہے۔ اسی پس منظر میں

چند مثالیں پیش خدمت ہیں:

چشم صدف (خوشبو، ص ۱۳۰)، دست ہوا (خوشبو، ص ۹۳)، (دست گل، ص ۷۶)، دست صبا (خوشبو، ص ۶۳)، دست گلاب (خوشبو، ص ۲۲۰)، عارض گل (خوشبو، ص ۳۷)، عارض برگ حنا (خوشبو، ص ۱۱۰)، غزال شوق (خوشبو، ص ۳۳۵)، دست شب (خوشبو، ص ۲۶۸)، ناخن گل (خوشبو، ص ۲۸۷)، قرض ناخن گل (خوشبو، ص ۳۱۲)، چشم گل (خوشبو، ص ۳۲۱)، دست بہار (خوشبو، ص ۱۵۵)، عارض وقت (خوشبو، ص ۱۶۸)، دامان شب (خوشبو، ص ۱۸۴)، دست جمال (خوشبو، ص ۱۸۹)، سروش نکہت (خوشبو، ص ۱۹۲)، ابر گریز پا (انکار، ص ۱۰۰)، رگ تاک (صد برگ، ص ۴۰)، غزال شوق (صد برگ، ص ۱۵۴)، رخش جاں (صد برگ، ص ۱۹۶)، کف گلاب (صد برگ، ص ۲۲۶)، مہر گزیدہ دل وحشی (خود کلامی، ص ۵۲)، طائر جاں (خود کلامی، ص ۴۷)، ناخن دست ہنر (خود کلامی، ص ۹۷)، طائر امید (خود کلامی، ص ۹۸)۔

پروین کی شاعری میں استعارات ہی کی چند اور مثالیں جو فروغ کے اثرات کا پتا دیتی ہیں، ملاحظہ فرمائیے:

۔تم موج موج مثل صبا گھومتے رہو
کٹ جائیں میری سوچ کے پر، تم کو اس سے کیا! (خوشبو، ص ۹۵)

۔شبنم کے رخساروں پر سورج کے ہونٹ
ٹھہر گیا وصل کا ایک راشن لمحہ (خوشبو، ص ۱۷۴)

۔ہوا گزیدہ پھول کا لباس بے رفو رہا (خوشبو، ص ۱۶۲)

۔دست بہار کا لمس
وصف گویائی دے سکے گا؟! (خوشبو، ص ۱۵۵)

۔کہ تیرے رخسار کی شفق کو
کبھی بھی دست شب زمستاں نہ چھو پائے گا (خوشبو، ص ۱۵۴)

۔ہیں بہت تیز ہوا کے ناخن (خوشبو، ص ۳۲۷)

۔رات جب پھول کے رخسار پہ دھیرے سے جھکی (خوشبو، ص ۳۱۹)

۔خواب جل جائیں، مری چشمِ تمنا بجھ جائے
بس ہتھیلی سے اڑے رنگ حنا، آہستہ (خوشبو، ص ۳۱۸)

۔نہ قرض ناخنِ گل، نام کو لوں
ہوا ہوں، اپنی گرہیں آپ کھولوں (خوشبو، ص ۳۱۲)

۔ناخنِ گل نے زخم چھیلے ہیں (خوشبو، ص ۲۸۷)

۔صبح کے ہونٹ کتنے نیلے ہیں (خوشبو، ص ۲۸۷)

۔ہوا گزیدہ بنفشے کے پھول کی مانند
پناہ رنگ سے بچ کر پناہ سنگ میں ہوں (خوشبو، ص ۲۸۵)

۔موسم کے ہاتھ بھیگ کے سفاک ہو گئے (خوشبو، ص ۲۷۷)

۔دستِ شب پر دکھائی کیا دیں گی
سلوٹیں روشنی میں ابھریں گی (خوشبو، ص ۲۶۸)

۔برفیلی ہوا میں تن شجر کا
ہونے کا عذاب سہ رہا ہے (خوشبو، ص ۲۶۳)

۔تیرا کمال کہ پاؤں میں بیڑیاں ڈالیں
غزالِ شوق کہاں کا اسیر ایسا تھا (خوشبو، ص ۳۳۵)

۔شام ڈھلے تنہائی کے بازو پر سر رکھے سو جاتی (خوشبو، ص ۲۶۰)

۔آندھی میں دعا کو بھی نہ اٹھا
یوں دستِ گلاب شل رہا ہے (خوشبو، ص ۲۲۰)

۔ڈسنے لگے ہیں خواب مگر کس سے بولیے (خوشبو، ص ۲۳۳)

۔شب گزیدہ لوگ کیسے جائیں جگنو کے گھر (خوشبو، ص ۲۳۸)

۔جن پر بارش پنجے گاڑے بیٹھی ہے

سرد ہوا سے سارے گھر زخمی ہیں (صد برگ، ص۵۰)

۔شجر کے تن پر جھکا ہوا ہے (صد برگ، ص۴۲)

۔خوابوں کی سجل ہتھیلیوں پر (صد برگ، ص۳۳)

۔جھونکے کچھ ایسے تھپکتے ہیں گلوں کے رخسار (صد برگ، ص۲۰)

۔ہر طلب کی زبان کاٹ دینا (صد برگ، ص۱۰۵)

۔بادصرصر کے ہاتھ سے بچنے والے پھولوں کو چومتی ہیں (صد برگ، ص۱۳۰)

۔غزال شوق کی وحشت عجیب تھی (صد برگ، ص۱۵۴)

۔بھولا ہے کون ایڑ لگا کر حیات کو

رکنا ہی رخش جاں کو گوارا نہیں رہا (صد برگ، ص۱۹۶)

۔کف گلاب سے خوشبو ہی چھن سکا تو بہت (صد برگ، ص۲۲۶)

۔پھول کی آنکھوں میں جا کر ہیرے کی کنی بن جاتی ہے (صد برگ، ص۲۳۴)

۔آئینے کی آنکھ ہی کچھ کم نہ تھی میرے لیے

جانے اب کیا کیا دکھائے گا تمہارا دیکھنا (صد برگ، ص۲۴۲)

۔تکلیف تو ہوئی مگر اے ناخن ملال

کھلنے لگی گرہ بھی کوئی اپنی ذات کی (خود کلامی، ۳۹)

۔یہ ماہ زرد، مہر گزیدہ، دل وحشی (خود کلامی، ۵۲)

۔طائر جاں کے گزرنے سے بڑا سانحہ ہے (خود کلامی، ۴۷)

سوچ کے پرندوں کو اک پناہ دینا ہے (خود کلامی، ۷۶)

۔سب زخم کھل اٹھے تو سبک رنگ ہوں بہت

باقی یہ قرض ناخن دست ہنر پہ تھا (خود کلامی، ۹۷)

زندہ بچا نہ قتل ہوا طائر امید

اس تیر نیم کش کا نشانہ عجیب تھا (خود کلامی، ۹۸)

# حواشی

۱۔ فروغ کی ابتدائی نظموں میں ہم خوابگی، ہم آغوشی، تشنج دردناک، ران، پستان، آب جادو، تصور شہوتناک، تن برہنہ، جفت، عریانی، بوسہ، میل دردناک بقا، بستر آغوش، بستر تصرف، تکیہ گاہ سینہ، بستری از خون اور جنبش کیف آور جیسی تراکیب طبیعت پر گراں گزرتی ہیں۔

۲۔ ایسی یادگار نظموں میں تولدی دیگر، در غروبی ابدی، عروسک کوکی، من از تو می مردم، ایمان بیاوریم بہ آغاز فصل سرد، پنجرہ اور آن روزہا جیسی نظمیں سرفہرست ہیں، اس دور کی شاعری میں فروغ کے ہاں پنجرہ، خاک، درخت، شاخہ، باغچہ، تنہائی، آسمان، زمین اور قلب جیسے الفاظ کثرت سے دکھائی دیتے ہیں، جو کسی حد تک اس کی ذہنی کیفیت اور بدلتے ہوئے رجحانات کا پتا دیتے ہیں۔

# کتابیات


- پروین شاکر (۲۰۰۲ء) ماہ تمام؛ کلیات پروین شاکر مشمولہ خوشبو، صد برگ، خود کلامی، انکار؛ مراد پبلیکیشنز، اسلام آباد
- حقوقی، محمد (۱۳۷۹ش) فروغ فرخزاد، شعر زمان ما، ۴؛ انتشارات مروارید، تہران
- شمیسا، سیروس (۱۳۷۶ش) نگاہی بہ فروغ فرخزاد، انتشارات مروارید، تہران
- عبدعلی، محمد (۱۳۷۳ش) آسمان روشن شعر، انتشارات فکر روز، تہران
- فروغ فرخزاد (۱۹۷۹ء) دیوان فروغ فرخزاد (مشتمل بر اسیر، دیوار، عصیان، تولدی دیگر، ایمان بیاوریم بہ آغاز فصل سرد) انتشارات نوید، آلمان (جرمنی)
- م۔ آزاد (۱۳۷۸ش) پریشادخت شعر، نشر ثالث، تہران